

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تیسرا ریکوڈ یشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 17 جولائی 2013ء بہ طبق 07 رقمان المبارک 1434ھ بروز پذھر۔

| صفحہ نمبر | مندرجات | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| 02 | تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 1 |
| 03 | چیئرمینوں کے پیش کا اعلان۔ | 2 |
| 03 | نو منتخب رکن اسمبلی جناب غلام دشگیر بادینی کی حلف برداری۔ | 3 |
| 04 | دعائے مغفرت۔ | 4 |

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ 17 رجب‌الی 2013ء بمقابلہ 07 رمضان المبارک 1434ھ بروز بده بوقت شام 06:00 بجھر 10 مٹ پرزیدر صدارت جناب امیر جان محمد خان جماں بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أُولَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ح وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخْرَتْنَي إِلَى أَجَلِ قَرِيبٍ لَا صَدَقَ وَأَكُنْ مِنَ الْصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُؤْخِرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ط وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنافقون آیات نمبر ۹ تا ۱۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! غافل نہ کر دے تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپنے ٹھم میں کسی کوموت، تب کہے اے رب! کیوں ڈھیل نہ دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز ڈھیل نہ دے گا اللہ کسی کو جب آپنچا اسکا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے۔ وَمَا عَلَمَنَا إِلَّا إِبْلَاغٌ۔

جناب اسپیکر: سُمِ اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ requisitioned Panel of Chairmen اس اجلاس کیلئے۔

چیئرمینوں کا پیشہ

- 1۔ شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب۔
- 2۔ انجینئر زمرک خان صاحب۔
- 3۔ جناب طاہر محمود خان صاحب۔

آب میں غلام دشمن بادینی صاحب! آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ رکن اسمبلی کی حیثیت سے حلف لیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن غلام دشمن بادینی نے حلف اٹھایا)

جناب اسپیکر: غلام دشمن بادینی صاحب! آپ بہت بہت مبارک ہو۔ آپ رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر غلام دشمن بادینی نے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

جناب اسپیکر: عاصم کرد صاحب! آپ کی افظار پارٹی کی سب کو اطلاع ہو جائیں آپ بے فکر ہیں۔ وہ کل کا ہے انشاء اللہ الائکشن کے بعد، آپ میزبان ہونگے سارے ایوان کے۔ اور آپ نیکی کماں گے، سب کو افظار کراکے۔ guards، gunmen اور عملہ، سب کو۔ سید رضا صاحب! مولانا واسع صاحب! آپ اور رضا صاحب نے مجھ سے پہلے کہا تھا کہ کل کوئی میں جو واقعات رومنا ہوئے ہیں۔ مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے دعاۓ مغفرت کرانا چاہتے ہیں۔ جی سید محمد رضا صاحب! پھر مولانا واسع صاحب۔

سید محمد رضا: کل کے بم دھماکے میں تقریباً پینتیس قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ بدترین دشمنوں کا واقعہ تھا وہ اُس سے اگلے دن تو غیر روزگاری مخصوص اور غریب نکھر گانے والے کو انتہائی بیداری سے مارڈالا گیا۔ تاثر یہ دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید reaction ہے، پھر سعید روز پر دودھ اور مکھن بیچنے والے کو انتہائی بیداری سے مارا گیا۔ پھر پرسوں مسجد روڈ پر ایک انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا جسمیں چار تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے جو کہ سارے کے سارے ہزارہ تھے، اہل تشیع سے تعلق رکھنے والے ہیں، انکو target killing کے ذریعے شہید کیا گیا۔ پھر چند گھنٹے نہیں گزرے تھے کہ خدا نیداد چوک پر ایک اور اندوہناک واقعہ پیش آیا۔ وہاں پیشون area میں گھس کے کسی نے۔ اور ظاہر ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نامعلوم افراد ہی ہیں۔ تو تین دکانداروں کو انتہائی بیداری سے مارڈالا گیا، انکو شہید کیا گیا۔ ان سب کیلئے پہلے تو دعا کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات میں کہتا چلوں کہ

یہ سارے کے سارے انتہائی افسوسناک واقعات ہیں۔ انگریز رکھا تھام ہونی چاہیئے۔ اور ہم ان سب واقعات میں ضائع ہونے والے اور شہید ہونے والے جتنے بھی ہیں، انکے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ان سارے واقعات کی انتہائی سختی سے مدد کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب! کھڑے ہو کر سب کیلئے ڈعا کریں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے ڈعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: نواب صاحب! گزارش یہ ہے کہ کچھ واقعات ہو گئے تھے، وہ CM صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں۔ پہلے عاصم کر دصاحب، پھر زمرک خان صاحب، رمضان کامہینہ تو برکتوں کامہینہ ہے۔ لیکن کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جو کہ انتہائی افسوسناک ہیں۔ جی عاصم کر د گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کرو گیلو: مہربانی اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں نو منتخب ممبر غلام ڈیگر بادینی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہوں نے آج حلف لیا۔ اسپیکر صاحب! اس خوشی کے موقع پر یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 9 اور 10 جون کی درمیانی شب علاقہ و شہر میں ایک وردناک واقعہ رومنا ہوا ہوا جسمیں ہماری ATF نے ایک گھر پر ہلا بول دیا۔ اور وہاں ایک محبت وطن اور ہماری پارٹی مسلم لیگ کے کارکن کو شہید کیا گیا۔ اور اسکے بعد جوئی مجھے اس واقعہ کا پتا چلا علاقے کے لوگوں نے مجھے بتایا تو میں نے ڈاکٹر صاحب سے رابط کرنے کی کوشش کی، وہ نہیں ملے اور اُنکے پرنسپل سیکرٹری جناب نسیم اہڑی صاحب ملے۔ تو میں نے وہ واقعہ کے علم میں لایا۔ اور اسکے بعد اپنے پارلیمانی لیڈر کو اطلاع دی۔ اُس نے بھی ڈاکٹر صاحب سے بات کی۔ کل بھی اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب سے ملے تھے۔ اور اس واقعہ میں جو جمال خان شہید ہوا تھا اسکا ہم نے بتایا کہ یہ انتہائی المناک واقعہ ہوا ہے۔ اور ایک نہتے شہری کو اسکے گھر میں، جو سور ہاتھا، مار دیا گیا۔ اسکے بعد ہم آئی جی صاحب سے ملے اور اُنکے علم میں لایا۔ ڈاکٹر صاحب سے ہم نے یہی کہا کہ آپ اسکی ایک جوڈیشل انکوارٹری کروائیں۔ تو انہوں نے کہا ”کہ میں اسکی جوڈیشل انکوارٹری کراتا ہوں“۔ کیونکہ اسپیکر صاحب! ایک تو اسکو مار دیا گیا اور اسکے بعد اُس پر یہ تہمت لگائی گئی ”کہ اس کا تعلق ایک کالعدم تنظیم سے تھا یا کسی اور تنظیم سے“۔ پھر اسکے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس ہم گئے تھے۔ تو انہوں نے کہا ”کہ آئی جی صاحب نے کہا ہے کہ کسی تنظیم وغیرہ کا رُکن نہیں ہے“۔ تو یہ ہر ایک کو مار کر اسکے بعد اُس پر stamp لگادیتے ہیں ”کہ کوئی تنظیم کا ہے“۔ پھر بعد میں جب انکوارٹری ہوئی، تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا، کہ آئی جی صاحب نے کہا ہے ”کہ نہیں یہ تنظیم وغیرہ کا نہیں ہے“۔ کوئی سے ایک آدمی انخواہ ہوا تھا اسکے بارے میں ہم گئے تھے۔ تو یہ کہا گیا ”کہ raid ہوا ہے۔ تو انہوں

نے counter firing کی ہے، اور حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس طرف سے کوئی firing نہیں ہوئی ہے۔ اُسکا لائنس یافت pistol اور پیسے وغیرہ جو گھر میں پڑے تھے، وہ سارے اٹھا کر لے گئے۔ اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی ایک ایسا ہی ہوا تھا۔ کہ دشمن میں ATF والوں نے چھاپے مارا۔ تو میں آئی جی آفس گیا۔ کل بھی نیم لہڑی صاحب میرے ساتھ تھے۔ میں نے آئی جی صاحب سے کہا ”کہ آپ کو جو آدمی ڈرکار ہے، آپ مجھے بتادیں، اُسکا نام اور اُسکے والد کا نام آپ مجھے بتادیں۔ میں آپکی خدمت میں اُسے پیش کروں گا۔ پیش آپ investigation, inquiry کریں۔ مگر اسکے باوجود بھی یہ جمال خان کا واقعہ پیش آیا۔ اسپیکر صاحب! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ CM سے اسمبلی فلور پر بھی کہتا ہوں کہ وہ بلوجستانی، پاکستانی تھے۔ اس طرح سے ایک غلط تاثر لوگوں میں message کر دیا کہ جی! اس طرح وہ کر رہے ہیں۔ حالیہ الیکشن میں بھی وہ ہمارے ساتھ تھے۔ ہماری پارٹی کے پرچم تلے وہ کام کر رہے تھے۔ تو جناب اسپیکر! جہاں پولیس اچھے کام کرتی ہے۔ آج ہمارے بولان میں ایک واقعہ ہوا۔ لیویز والوں نے دو چوروں کو مار دیا۔ اور ایک ہمارا لیویز سپاہی بھی شہید ہوا۔ ہم اُسکو appreciate کرتے ہیں۔ اور جو غلط کام ہے، ہم اُسکو اس فلور پر غلط کہتے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے اس اسمبلی فلور کے توسط سے request کرتا ہوں کہ جو اس نے ایک commitment کی، اُسے پورا کریں۔ اسکی جوڈیشل انکوائری ہو۔ اور اس واقعہ کا پس منظر سامنے آجائے۔ کہ یہ کس کے کہنے پر ہوا، کیوں ہوا؟ اسکا result سامنے آنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب! آپ بات کریں۔

انجینئر زمرک خان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں غلام دشمن اسپیکر بادینی صاحب کو اپنی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اسپیکر صاحب! کوئی کے حوالے سے رضا صاحب نے بات کی۔ ہم بھی اسکی نہ مرت کرتے ہیں جو اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں۔ پھر رمضان شریف میں target killings اور امن و امان کے حوالے سے جو واقعات پیش آتے ہیں، انکی پُر زور نہ مرت کرتے ہیں۔ اسکے ساتھ میں قلعہ عبد اللہ کی بات کروں گا، قلعہ عبد اللہ میں انتظامیہ کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں ہمارے اسٹنٹ کمشنز قلعہ عبد اللہ، انکی تو میں تعریف کروں گا، عالم فراز محمد حسنی صاحب، اُس نے جب سے وہاں چارچ سنبھالا ہے۔ بہت اچھے انداز میں چوروں، ڈاکوؤں کے خلاف جو آپریشن کیا ہے، ہم اُسکو داد دیتے ہیں۔ لیکن آج ایک واقعہ ہوا ہے سہیگی ترین میں ایک آپریشن ہوا۔ جو غلط اطلاعات کی بنیاد پر وہاں کے لوگوں کے ساتھ رہات کو Forces کے ساتھ ایک مقابلہ ہوا ہے۔ جسمیں دونوں اطراف سے ایک، ایک آدمی مارا گیا

ہے۔ تو اس طرح کے آپریشن کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ یہ جو اطلاع دیتے ہیں، نہ کچھ برآمد ہوا، نہ کوئی انخواہ کاروہاں سے پکڑا گیا۔ اور لوگوں کو ناجائز طریقے سے روزوں میں تنگ کر رہے ہیں۔ اسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔ اور اسکا نوٹس لیا جائے۔ دوسرا واقعہ 20 دن پہلے ہرنائی میں ہوا تھا۔ جسمیں ہماری پارٹی کا ایک سینئر ممبر، چیئرمین جمال شاہ کو forces نے اٹھایا۔ اُن پر جوازام ہے BLA کی طرف سے، جو بھی ہے I don't know کہ کیا مسئلہ ہوا ہے کچھ پتا نہیں اسکے بیٹھ اور کھینچ کو لے گئے ہیں، ہم نے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے بھی ملنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ چین کے ڈورے پر چلے گئے تھے۔ ابھی بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب سے request کرتا ہوں، بلکہ پورے House کے توسط سے کہ وہ اسکا notice لیں۔ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اُنکو اٹھایا۔ میں تو صاف کہتا ہوں کہ FC والوں نے اُنکو اٹھایا۔ اُنکے ساتھ تو ٹوٹ میں میں، گالی گلوچ ہوئی تھی۔ 80 سال اسکی عمر ہے۔ اور بیس دن ہو گئے ہیں اسکا کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ ہمیں پتا چل رہا ہے نہ اسکے خاندان والوں کو۔ کہ اُنکو کہاں رکھا گیا ہے۔ اور کس بنیاد پر؟ اور کون سا جرم اُس نے کیا ہے؟ کم از کم اس چیز کو سامنے لایا جائے۔ کوڑت ہے، عدالت ہے، ہماری Judiciary case چلایا جائے۔ کہ اُنکو کیوں اٹھایا گیا ہے؟ زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں، اُنکو بھی اس قصہ کی اچھی طرح سے معلومات ہوں گی۔ کہ کیا مسئلہ ہے۔ تو اس پر ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ اپنے توسط سے ان forces کو مطلع کر دیں کہ بھائی! جو ہمارے آدمی اٹھائے گئے ہیں، اُنکو جلد سے جلد رہا کیا جائے۔ شکریہ جناب!

جناب اپنیکر: ابھی میں نواب شاہ اللہ خان زہری (صوبائی وزیر) thank you اسے سمیٹ لیں گے۔ دو تین مزید چیزیں ہیں جو آپکے نوٹس میں لے آئیں گے۔ پھر وقفہ آجائیگا، ایک ماہ کا۔

نواب شاہ اللہ خان زہری (صوبائی وزیر): جناب اپنیکر! سب سے پہلے میں میر غلام ڈسٹریکٹر بادینی کو صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے پر اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے، اپنے coalition partners کی طرف سے اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور یہی امید رکھتا ہوں کہ جہاں سے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں وہ انتہائی پسمندہ علاقہ ہے۔ اور وہ اس پسمندگی کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور جس طرح عوام نے اُنکو اپر اعتماد کیا ہے۔ اُس پر وہ پورا اُتریں گے۔ اور وہاں جو لوگوں کی بنیادی ضروریات ہیں، اُنکو پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ غلام ڈسٹریکٹر بادینی صاحب کا خاندان وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اُنکے والد حاجی جمعہ خان بادینی صاحب ہمارے علاقے کے بڑے مشہور ٹرانسپورٹر اور بڑی

مشہور کاروباری شخصیت بھی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مالی لحاظ سے بھی اُنکو کوئی ایسی کمی نہیں ہے۔ تو میں House کے توسط سے، اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنے coalition partners کی طرف سے یہی دشمن خان صاحب سے کہوں گا کہ آپ اپنے عوام کیلئے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کیلئے جدوجہد کریں گے۔ آپ کو ایک دفعہ پھر بہت بہت مبارکباد ہو کہ آپ یہاں اسمبلی میں پہلی میں پہلی دفعہ آئے ہیں۔ آپ نوجوان ہیں، آپ لوگوں کو اس بلوچستان کیلئے بہت کام کرنا ہے۔ یہ بلوچستان آپ لوگوں کا بھی ہے۔ ہم نے تو اپنا time گزار دیا ہے۔ پانچ، چھ، سات دفعہ تو ہم اس اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔ تو ابھی آپ کا وقت ہے، آپ نوجوان ہیں، آپ لوگوں پر سب لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ آپ دیکھیں اس دفعہ کثریت بلوچستان اسمبلی کی جانب اپسیکر! وہ نوجانوں کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرپشن سے پاک معاشرے کے قیام کیلئے غلام دشمن خان صاحب یہاں محنت کریں گے۔ اور جو فنڈز انکو ملیں گے، ترقیتی، وہ صاف اور شفاف طریقے سے اپنے لوگوں میں تقسیم کریں گے اور اپنے لوگوں کی خدمت کریں گے۔ تاکہ آئندہ وہ، جو چھوٹی margin سے جیتے ہیں ایک بہت بڑے margin سے جیت کر آئیں گے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں غلام دشمن خان صاحب کو ایک دفعہ پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ thank you

جناب اپسیکر: جی زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اپسیکر! میں سب سے پہلے آج نو منتخب رکن اسمبلی جانب دشمن خان صاحب کو جنہوں نے حلف اٹھایا، مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اپنی طرف سے، اپنے دوستوں، ساتھیوں اور پارٹی کی طرف سے۔ جناب اپسیکر! آپ کے توسط سے، جو واقعات کوئی میں رومنا ہوئے ہیں اور کوئی کے علاوہ دوستوں نے سہیکی، شاہرگ، دشت اور دیگر واقعات کے حوالے سے بات کی۔ تو جناب اپسیکر! جو واقعات ہوئے ہیں دشمنگردی کے حوالے سے۔ میں اپنی پارٹی کی جانب سے اپنی حکومت کی جانب سے انکی نہمت کرتا ہوں اور یہ شہریہ وطن یہ علاقہ ہمارا ہے اسیں دشمنگردی کی اور جس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں مسلسل، یہ فرقہ وارانہ شکل میں ہوں یا اسکی نوعیت دوسری ہو۔ میں ان سب کی نہمت کرتا ہوں۔ جناب اپسیکر! جہاں تک زمرک صاحب نے بات کی شاہرگ کے حوالے سے۔ یہ ایسا واقعہ نہیں ہے۔ دن بارہ بجے FC کی چار، چھ گاڑیاں گئی ہیں۔ انہوں نے اسکو اٹھایا ہے۔ اور انکے کہنے کے مطابق جہاں تک میری معلومات ہیں، آج تک اسکے خاندان کے لوگ اسکی تلاش میں ادھر ادھر جا رہے ہیں لیکن اسکا کوئی پتا نہیں چلا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ تو جناب اپسیکر! اس قسم کے واقعات ہیں، ڈاکٹر مالک صاحب بیٹھے ہیں۔ حکومت کی حیثیت سے، جناب! بات یہ

ہے کہ بات یہ کہر ہے ہیں کہ جو بھی مجرم جہاں ہے، اگر اسکو پکڑنا ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ forces کی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صوبائی حکومت سے اجازت لیں۔ دوسرا بات یہ ہے کہ جو آدمی پکڑا جاتا ہے جس پر جو الزام ہو، جتنا بھی نگینے الزام ہوا سکو کورٹ میں پیش کیا جائے۔ عدالت میں پیش کیا جائے۔ عدالت جانے والے جانے۔ یہ طریقہ کا رسرو سے غلط ہے کہ آپ آدمی کو اٹھایتے ہیں اور اسکے بعد rule of law کیا ہے؟ اٹھانے کے بعد خاندان کو، کلی والوں کو علاقے والوں کو، کسی کو یہ پتائے ہو کہ وہ آدمی کہاں ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم یہاں ڈاکٹر صاحب سے اور ہم سب دوست جو ادھر میٹھے ہیں، ہمیں اس بات کا تختی سے نوٹس لینا چاہیے کہ جو بھی آدمی جہاں سے اٹھایا جاتا ہے اُس پر جو بھی الزام ہو جناب اسپیکر! اس کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ Before the Court of Law. بھی سزا ہو، وہ اسکو ملنی چاہیے۔ لیکن یہ طریقہ کا رکھ آپ لوگوں کو اٹھائیں گے۔ اور اسکا پُرانا حال نہیں ہوگا۔ اور کوئی اسکے بارے میں نہیں پوچھ سکتا۔ یہ طریقہ کا رقائقی نہیں ہے جناب اسپیکر! اسکے علاوہ، لوگ انغواء ہوئے ہیں۔ انغواء برائے تاوان کے groups پہلے بھی رہے ہیں اب بھی ہیں۔ سیکرٹریٹ کے ایک آفیسر کو انغواء کیا گیا ہے۔ آج تک اسکا پتا نہیں۔ اسکے علاوہ ڈاکٹروں کو انغواء کیا گیا تھا۔ میں نے آج بابت صاحب سے نہیں پوچھا ہے، ایک دن پہلے پڑی چلی تھی۔ جو لوارالائی کے ڈاکٹرز تھے، دو مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک وہ بازیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! حکومت کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو ٹھیک کریں۔ اور اپنی جو مشینری ہے، اسکو active کریں۔ اور وہ جو مشینری ہے جو لوگ کام نہیں کرتے ہیں انکو O.S.D. بنادیں۔ وہ جا کر کے آرام سے گھر میں بیٹھ جائیں۔ اور جس نے کام کرنا ہے جس نے چوروں کے پیچھے جانا ہے، جس نے انغواء کاروں کے پیچھے جانا ہے جس نے فلاں ڈیوٹی سرانجام دیئی ہے۔ یہ تباہیں جو گورنمنٹ کی جانب سے ہم دے رہے ہیں، ہمارا صوبہ دے رہا ہے۔ سارے عوام کی جیبوں سے ہم انکو پیسے دے رہے ہیں۔ وہ اسلئے نہیں دے رہے ہیں کہ بس وہ من مانی اور عیاشی کریں۔ تو جناب اسپیکر! میں اس floor پر آج یہ کہتا ہوں کہ جس کے علاقے میں مجسٹریٹ ہے، C.A.C. ہے، D.C. ہے، SHO ہے۔ جو واقعات ہو جاتے ہیں، وہ ذمہ دار ہیں۔ وہ ان کے پیچھے جائیں گے۔ انغواء کاروں کے بارے میں بتا دیا جاتا ہے کہ گاڑی فلاں جگہ فلاں گھر میں کھڑی ہے۔ اور اس سے اسی نوے لاکھ روپے کا سامان اُتار دیتے ہیں۔ اور دوسرا دن گاڑی کہیں کھڑی کر دیتے ہیں اور بتا دیتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں جاتا۔ تو جناب اسپیکر! یہ حالت، یہ صورت حال، یہ برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس پر ہم action لیں گے اور واقعۃ action لیں گے۔ اور اس بنیاد پر ہم کسی کو معاف نہیں

کریں گے نہ کسی کو چھوڑیں گے۔ تو میں اپنے دوستوں کو یقین دہانی کرتا ہوں کہ حکومت کی حیثیت سے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم انہیں انشاء اللہ پوری کریں گے۔ اور اپنی جو team ہے اور ہماری جو law implementation agencies ہیں، ان سے ہم یہ کام لیں گے۔ اور جو آدمی یہ کام نہیں کریگا، انکو ہم OSD بنانے کے فارغ کر دیں گے۔ فارغ کرنا، یعنی اُس ڈیوٹی سے stay ہے۔ عدالت ایسا نہیں دیتی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ OSD ہو گا پھر۔ فارغ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ چارج ان سے لے لیں گے۔ اور سروں سے فارغ کرنے کا طریقہ کارپھر اور ہے۔ اور ان میں stages ہو اکرتے ہیں۔ بعد میں معطل کر دیا جائے۔ معطل کرنے کے بھی stages ہیں۔ آپ پہلے OSD بنائیں گے۔ اگر اس نے دانستہ طور پر ذمہ داری پوری نہیں کی اس پر وہ معطل ہو جائیگا۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ یہ ایسی نہیں ہے کہ ایک دن میں ایک جوبات ہم کر رہے ہیں technical چیزیں ہیں۔ اور technically ہمیں اسکے ساتھ جانا ہو گا۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ میں دوستوں کو ایک مرتبہ پھر یقین دہانی کرتا ہوں کہ یہ چیزیں ہمارے نوٹس میں ہیں۔ اور انکو ٹھیک کرنا پڑیگا۔ اور ڈاکٹر صاحب آج اس پر بولیں گے بھی۔ اور انکو ٹھیک کرنے کیلئے جو تگ و دوانہوں نے کی ہے۔ اور مزید اس پر وہ بولیں گے۔

جناب اسپیکر: جی Molana Nasir Leader of the Opposition! اگوا ظہار کرنے دیں ڈاکٹر صاحب! پھر آپ سمیٹیں گے۔ نواب شاہ اللہ نے بھی لاءِ اینڈ آرڈر کے بارے میں کہا۔ کچھ میں ایسے واقعات کا ذکر کر دوں۔ صرف Leader of the House۔ آپکی غیر موجودگی میں اقلیت کے دوقت ہوئے تھے۔ پھر ڈیرہ بگٹی میں بارود سے بھری تین لاشیں نکلی ہیں۔ ان چیزوں کا نوٹس لیں کیونکہ پھر آپ ہی نے جواب دینا ہے، ذمہ داری بھی نہیں ہے حکمرانوں پر کہ وہ ان چیزوں کا جواب دیں۔ جی Molana Nasir صاحب!

مولانا عبدالواسع (قادہ حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! اس سے پہلے میں جناب غلام دیگر بادینی صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنے عوام کے، اس صوبے کے اور اس پسمندہ صوبے اور غریب عوام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب اسپیکر! اجلاس، تو ظاہر بات ہے کہ رمضان ہے۔ اور وقت بھی کم ہے افطاری کا وقت بھی قریب ہے۔ جن جن واقعات کی طرف دوستوں نے اشارہ کیا یا ذکر کیا۔ اور آپ نے CM صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ انکی غیر موجودگی میں جو واقعات ہوئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ آج اگر پریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس صاحب کے remarks دیکھیں۔ کہ ”حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔“۔

تو جناب اپیکر! میری request یہ ہے کہ ان حالات میں ڈاکٹر صاحب ظاہر بات ہے کہ صوبے کے حالات خراب ہیں۔ لیکن توجہ طلب ہیں۔ مزید خراب ہونے سے بچانے کیلئے تو ہمیں کم از کم کوشش کرنی چاہیے۔ جناب اپیکر! گیلو صاحب، زیارتوال، زمرک خان اور دوسرے دوستوں نے خدا سید ادرود، مسجد روڈ، ڈیرہ گٹھی، کوہاوار دشت جتنے واقعات کی نہ ملت کی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اب ایک نیا معاملہ اور بھی شروع ہو گیا ہے۔ یہ جو خفیہ قسم کے چھاپے لگ رہے ہیں سیکورٹی کے حوالے سے۔ وہاں مجسٹریٹ ہے نہ تحصیلدار ہے نہ AC ہے۔ تو ان چھاپوں کے حوالے سے اب ڈاکوؤں اور اغواء کاروں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ جس گھر میں وہ داخل ہوتے ہیں تو گھر والوں سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم چھاپے مارنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کی وہاں شکایت ہوئی ہے۔ آپ کے گھر میں اسلحہ ہے۔ لیکن آخر میں پتا چل جاتا ہے کہ یہ ڈاکویا اغواء کار اس گھر سے کوئی بندہ اٹھا کے لے جاتے ہیں یا وہاں سے گاڑی لے جاتے ہیں یا سونا وغیرہ۔ تو جناب اپیکر! یہ بہت خطرناک صورتحال شروع ہو گئی ہے۔ جناب اپیکر! ہمارے مسلم باغ میں کرومنیت والوں کے دفتر میں رات تین بجے کچھ لوگ داخل ہوئے انہوں نے گیارہ بارہ بندوں کو دفتر کے اندر رینگال بنادیا۔ کہ ہم خفیر اداروں کے لوگ ہیں۔ آپ لوگوں کے بارے میں شکایت ہوئی ہے۔ چار بجے وہاں سے وہ نکلے ہیں گاڑیاں وغیرہ سب کچھ ساتھ لے گئے۔ وہ لوگ اُن پر فائز بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم سرکار کے لوگوں سے لڑیں گے تو ہمارا کیا بنے گا۔ یہ بہت خطرناک صورتحال ہمارے علاقوں میں شروع ہو گئی ہے۔ تو جناب اپیکر! اب ہمارے قبائلی لوگ اپنے دفاع کیلئے تو کوئی بندوق کوئی چیز تو رکھتے ہیں وہ تو کر سکتے ہیں۔ اب وہ حیران ہیں اگر اندافاع کروں تو یہ سرکار کے لوگ ہونگے یہ سیکورٹی کے لوگ ہونگے۔ اگر دفاع نہ کروں تو یہ ڈاکو اور اغواء کار ہونگے۔ تو یہ معاملات بہت خطرناک صورتحال اختیار کر گئے ہیں۔ لہذا ڈاکٹر صاحب ان حالات کی۔ اور حکومت یہ فیصلہ کر لے کہ جو بھی سیکورٹی ادارے ہیں۔ وہ اس علاقے کے اسٹینٹ کمشنر، تحصیلدار اور D.C کے بغیر وہاں کوئی کارروائی نہ کریں۔ جناب اپیکر! ان کو منع کر دینا چاہیے۔ اب کسی کو پتا نہیں چلتا ہے کہ یہ سیکورٹی کے لوگ ہیں یا اغواء کار ہیں یہ مجھے قتل کرنے کیلئے آئے ہیں یا میرے گھر کی تلاشی لینے کیلئے آئے ہیں۔ جناب اپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ all over امن و امان کے حوالے سے، رمضان کے بعد باقاعدہ ایک سیشن رکھ لیتے ہیں۔ حالات خراب ہیں اگر کوئی کہے کہ ٹھیک ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب یا اس side یا اس side کے لوگ کوئی بھی حالات ٹھیک کرنے کی بات نہیں کرتا ہے لیکن اب جب ٹھیک نہیں ہیں تو کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں؟ اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے، اس پر تجواذیز

اور اس پر ان لوگوں کو اپنے گھرے میں لانے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں۔ وہ کسی حکومت اور کسی بھی ادارے کے سامنے اپنے آپ کو جوابدہ نہیں سمجھتے ہیں۔ جب تک ان لوگوں کو آپ اس House کے ان عوامی نمائندوں کے اختیارات کے اندر نہیں لاتے۔ تو جناب اسپیکر! اس قسم کی افراتفری کے عالم میں جیسا کہ ایک وقت افغانستان میں تھی۔ اب ہماری حالت اس طرح ہو گئی ہے کہ ہر خطہ کے حالات وہ اپنے اپنے طریقے سے deal کرتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! پہلے ہمارے لکھا side علاقوں میں حالات خراب تھے آٹھ دس سال سے۔ اب ہمارے شمالی علاقوں کی طرف خراب ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اس قسم کے اثرات مزید نمودار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اس پر ہم ڈاکٹر صاحب سے request کرتے ہیں۔ جیسا کہ نواب ثناء اللہ صاحب نے کل پر لیں کافرنیس کی تھی کہ لوگ اب ڈولپمنٹ چاہتے ہیں نہ کوئی نوکری بلکہ امن چاہتے ہیں۔ کہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ اچھی طرح رات گزار کے اور خیریت سے اپنے گھر میں رہیں۔ یا خیریت سے اپنے گھر پہنچیں۔ ایک مرتبہ پھر میں بادینی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وَآخِرُ الدَّعْوَا نَحْنُ أَنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اسپیکر: نواب ثناء اللہ صاحب! On behalf of your party, please.

نواب ثناء اللہ خان زہری (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر! کیونکہ روزہ بھی ہے، سیشن بھی لمبا ہو گیا اور کچھ معاملات و اتفاقات بھی ہوئے تھے۔ میں نے غلام دشیر صاحب کو تو مبارکباد دی۔ اور جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب یہاں موجود نہیں تھے، لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے ریجم زیارتوال اور آغاز علی رضا صاحب نے کہا کہ یہاں جو لاءِ اینڈ آرڈر کے معاملات ہیں۔ اصولاً تو یہ ہوتا ہے کہ حکومت ہماری ہے، ہم کس سے کہیں۔ لیکن چونکہ سب اس پر بات کر رہے ہیں اگر میں اپنی پارٹی کے behalf پر بات نہ کروں تو مناسب نہیں ہو گا۔ اور ضروری ہے ہمیں بات کرنی چاہیے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا، یہاں ڈاکٹر صاحب شاید اس وقت موجود تھے۔ ہماری ہزارہ برادری کے بیس، پچیس افراد شہید ہوئے۔ اُسکے بعد کوئی میں حالات بدستور روز بروز خراب ہوتے گئے۔ پرسوں پھر ایک اور واقعہ ہوا۔ یہاں ہزارہ برادری کے جو تاجر تھے وہ وہاں سے اپنے گھر افطاری کرنے کیلئے جا رہے تھے۔ پھر انہیں ambush کیا گیا۔ پھر اسکے شاید reaction میں پتا نہیں کس نے جا کے وہاں کسی عالم دین کو مار دیا۔ جس طرح گیلو جان نے کہا کہ ڈشت میں اُنکا واقعہ ہوا۔ پھر انہوں نے ہمارے علم میں وہ بات لے آئی۔ لیکن جناب اسپیکر! ہم اسے لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی کہتے ہیں وہ پھر رو تے بھی ہیں کہ کہاں کیا ہو گیا؟ کہاں کیا ہوا؟ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ forces کو بے لگام کر دیا جائے۔

جس طرح گیلو صاحب نے کہا کہ ایک جوڈی شل انکوارری ہوتا کہ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے۔ لیکن ہمیں پھر law enforcement agencies کی بھی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اگر ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اسی طرح تقيید کرتے رہیں گے کہ جی وہاں زیادتی ہوئی۔ وہاں کیا ہوا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر یہ معاملات اُسی طرح پچھلی طرف چلے جائیں گے اور یہاں جولاۓ اینڈ آرڈر کو خراب کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جو یہاں معصوم لوگوں کی آڑ لیکر لاۓ اینڈ آرڈر کو خراب کرتے ہیں، انکی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اور پھر وہی انکی پرانی روشن، اُس پروہ چلنے لگیں گے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہمیں بیٹھنا چاہیے ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح زمرک بھائی نے اسکی نشاندہی کی۔ لیکن آیا ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کوئی بھی آدمی مسلم لیگ کی آڑ لے کے۔ فرض کریں میرا کوئی کارکن خضدار میں ہے یا کہیں پر ہے، تو مجھے اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ کیا یہ میری پارٹی کی Umbrella میں ہے ہے ایسے معاملات ہیں جس پر ہمیں نظر رکھنی ہوگی۔ ہم اور ہماری ایجنسیاں سب نے مل کے۔ انہوں نے ہم سے تعاون کرنا ہے ہمیں اُن سے تعاون کرنا ہوگا۔ پھر ہم اس صوبے کو امن دے سکیں گے۔ مولانا صاحب! میری بات سنیں۔ آپ امن کی بات کر رہے ہیں آپ میری بات سنیں۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ یہاں جناب اپنیکر! میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں۔ کہ عوام میں سے ہیں۔ اور ہمیشہ آپ بھی ایک قابلی معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قوم کا جو سردار ہوتا ہے، وہ اپنے قبیلہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اور قبیلہ کی غم، خوشی، دکھ، ورد، سب کا اُسکو پتا ہوتا ہے۔ even اس حد تک کہ کسی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ اُسکا بھی وہ آکے سردار کو احوال دیتا ہے کہ جی! ہمارے گھر میں یہ خوشی ہوئی ہے اور ہمیں یہ خوشی ملی ہے۔ تو جناب اپنیکر! یہاں آج بلوچستان کی جو situation ہے، جس طرح کل پرسوں میں نے پر لیں کافرنس کی تھی۔ مولانا صاحب نے کہا۔ ہمارے دوسرے ساتھی بیٹھے ہیں۔ یہاں بلوچستان کی ابھی یہ حالت بن گئی ہے کہ یہاں کے عوام کچھ بھی نہیں مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے۔ ہمیں نالیاں چاہیے نہ ہمیں نوکریاں چاہیے نہ ہمیں روڈ چاہیے۔ ہمیں صرف امن چاہیے۔ ہمارے بچے جب اسکوں جانے کیلئے نکلتے ہیں تو ماں میں دروازوں پر بیٹھی تڑپ رہی ہوتی ہیں کہ ہمارے بچے خیریت سے واپس آئنے یا نہیں مرد حضرات اپنے گھروں سے نکلتے ہیں، کاروبار کیلئے، نوکری کیلئے۔ دیہات سے شہروں کی طرف جاتے ہیں۔ سارے کاسارا گھر پر یثان ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ خیریت سے گھر پہنچ گایا اُسکی لاش پہنچ گی۔ یا کوئی unknown number سے کوئی call آیا گا کہ جی! آپ اتنے لاکھ دے دیں۔ ہم نے آپکے گھر کے سربراہ کو اغوا کیا ہے۔ تو ہر حوالے سے، ہشتگردی کے حوالے سے بھی اگر ہم دیکھیں

جناب اپسیکر! ہم روز بروز دشمنگردی میں گرتے جا رہے ہیں۔ ہم اس سے نکلتے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو ہمیں دشمنگردی کے حوالے سے کوئی compromise نہیں کرنا ہوگا۔ میں بر ملا کہتا ہوں میرے علاقے میں اگر کوئی دشمنگردی کرتا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو fully mandate کر دیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کو اختیار ہے، آپ جائیں اسکے خلاف کارروائی کریں۔ لیکن جس طرح گیلا جان نے کہا کہ اسکی تہہ تک جانا چاہیے اسکی تحقیقات ہونی چاہیے۔ وہ اگر گناہ گار ہے، تو کوئی خوش ہو چاہے ناراض ہو۔ اسکو سزا ملنی چاہیے۔ جناب اپسیکر! اگر ہم آج سزا اور جزا، یہ طریقہ اختیار نہیں کر سکتے تو میں آپ کو لکھ کر دوں گا جناب اپسیکر! ہم آگے ایک ایسے معاشرے کو جنم دینگے، یہاں پھر ملک شام کی خانہ جنگلی کو بھی آپ بھول جائیں گے۔ مصر میں تو لوگ پر امن طریقے سے احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن جس طرح لیبیا میں لوگوں نے ہتھیار اٹھایا ہے۔ جس طرح آج شام میں لوگ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ civil war ہو رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہاں بلوچستان کے لوگوں کو انصاف نہ ملا اور لا اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہم ناکام رہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر لوگ خود ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جناب اپسیکر! اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں یہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں لاءِ اینڈ آرڈر پر کوئی compromise نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ہمیں اپنی law enforcement agencies جو لاءِ اینڈ آرڈر کو maintain کرتی ہیں۔ انہیں یہ کہنا چاہیے کہ جو نہتے لوگ ہیں انکو پکڑ کر لائیں انکا trial کریں۔ اگر انہوں نے کوئی جرم کیا ہے اس جرم پر، جیسے پہلے میں نے عرض کیا کہ کوئی compromise نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ ہے کہ کرتے کوئی اور ہیں اور خانہ پری کیلئے غریب لوگوں کو لے جا کے وہاں مارتے ہیں۔ تو اس پر ہمیں نظر ثانی کرنی ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ یہاں مختلف parties ہیں۔ انکی آڑ میں لوگ جناب اپسیکر! یہاں کوئی میری party کا ممبر بن کے یہاں دشمنگردی، چوری ڈیکھی اور انغو ابرائے تاوان کے واقعات اور بہت سارے معاملے مسئلے ہیں، ان میں involved ہوتے ہیں۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو پکڑے گئے ہیں، جن کی جیبوں سے سابقہ MPA's کے کارڈز نکلے ہیں، منстроں کے کارڈز نکل آتے ہیں۔ پارٹیوں کے ممبر شپ کارڈز نکل آتے ہیں۔ تو پھر دیکھیں جی! جب ہم اس طرح کر سکتے کہ میں کہوں گا کہ جی! یہ میرا کارکن ہے، یہ فلاں پارٹی کا کارکن ہے۔ تو پھر ہم ڈاکٹر مالک کو blame نہ دیں۔ کہ جی وہ لاءِ اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکتے ہیں۔ پھر وہ جتنا بھی زور لگالیں۔ دیکھیں جناب اپسیکر! میں یہ کہ رہا ہوں، ہم سب بیٹھے ہیں یہاں اسمبلی میں جس طرح میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر مالک کے پاس اللہ دین کا چراغ نہیں ہے۔ اس سے پہلے انکے جو پیش رو تھے۔ جو یہاں

سے چلے گئے ہیں۔ وہ compromise کر کے لاءِ اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکے۔ اگرڈاکٹر مالک نے بھی اسی طرح لاءِ اینڈ آرڈر پر compromise کیا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو پرانوں کا ہوا ہے۔ تو جناب اپیکر! آج چونکہ روزہ بھی ہے مختصر اس پر جیسے رحیم زیارت وال اور مولا ناصاحب نے کہا کہ لاءِ اینڈ آرڈر پر ایک خصوصی سیشن ہم بلا کرنے لیں گے۔ اس پر ہمیں بولنا چاہیے۔ تو میں ایک بار پھر جو کوئی میں واقعات ہوئے ہیں۔ ہماری ہزارہ برادری کے ساتھ جو واقعات ہوئے ہیں۔ جس طرح آغا محمد رضا نے کہا اور پھر اسکے reaction میں عالم دین مارا گیا۔ پھر اسکے بعد ہر نائی میں جو واقعہ ہوا ہے۔ انکی تک جانا چاہیے۔ انکی تحقیقات ہونی چاہیے۔ جو بیگناہ ہیں ان کو رہا کیا جائے۔ اور جو اصل ملزمان ہیں انکو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ جناب اپیکر!

جناب اپیکر: thank you حامد اچکزئی صاحب! please بہت مختصر کریں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے سمیٹنا ہے۔

میر سرفراز احمد گلگٹی: جناب اپیکر! یہ جو بہت انسانیت سوز واقعہ ہوا ہے، مجھے اسکو بیان کر لینے دیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: میرے خیال میں اخبار سب نے پڑھا ہے۔ اور ٹوئی پر بھی دیکھا ہے۔
میر سرفراز احمد گلگٹی: وہاں کوئی bomb disposal squad نہیں ہے۔ ہم نے بار بار وہاں ڈی پی او، ڈی سی اور ایف سی والوں سے کہا ہے۔ لیکن وہاں جو اُنکے جسم پر باڑو دباندھا گیا تھا۔ انکو defuse کرنے کی اُنکے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ انکو باڑو دسمیت دفنایا گیا۔ آج ایک قبر میں پھٹا ہے۔ تو یہ ایک انسانیت سوز واقعہ ہے، پھر لوگ کہتے ہیں ”کہ ناراض بلوج ہیں“۔ وہ terrorist ہیں۔ اور انہوں نے قبول کیا ہے BRA نے قبول کیا ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ dialogue کرنا ہے۔ تو dialogue سے پہلے خدارا! جگ بندی تو کروادیں۔ یہ مزدور لوگ تھے جن کو قتل کیا گیا ہے۔ پورے بلوچستان میں قتل و غارت کا بازار اسی طرح گرم ہے۔ اور مجھے پتا ہے BRA کے جو camps ہیں، فراری کیمپس وہ سب کے سامنے ہیں۔ ہم قبائلی لوگ ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو نشاندہی کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جن کیمپوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اُنکے خلاف کارروائی کریں۔ ناں کہ بیٹھ کے ہم ”ناراض بلوج“ کی رٹ لگائے رکھیں۔ شکر یہ جناب اپیکر!

جناب اپیکر: جی ڈاکٹر حامد صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اپیکر صاحب! قلعہ عبداللہ، سید حمید سے ڈرہ بند تک open وہ لگا ہے،

پرائیویٹ لوگ ہیں، ڈرگ مافیا ہے۔ اُن کے اپنے dense ہائی وے پر ہیں، انٹرنیٹ ہائی وے ہے۔ ہر چلتی پھرتی گاڑی سے ٹکس لیتے ہیں، بشمول فروٹ کے، بیس، تیس، چالیس، چالیس ٹرک کھڑے ہوتے ہیں یونین کے نام پر کہ جی! ”هم لوگوں کی یونین ہے“۔ یہ تمام fraud ہے۔ ان سے ہماری جان خلاصی کراؤ۔ کوئی بھی باشور بندہ آپ بولیں چلو بھائی! کراہی دیں گے ہمارے ساتھ قلعہ عبداللہ چلیں تو وہ انکار کر گا۔ چن چلو وہ انکار کر گا۔ پرائیویٹ لوگ اسیمیں لگے ہوئے ہیں، ایجنسیاں اُنکے ساتھ ہیں۔ دوسری آپ سے ہے جناب اپسیکر! آپکی آشیرباد سے اور اس معزز ایوان کے تمام ارکان اور پارٹیوں کے اُس سے، مادری زبانوں میں یہاں بولنے کی اجازت ملی۔ جومبار کباد کے لائق ہے۔ اس کیلئے آپکو میں گوش گزار کرنے کی، کہ کوئی تیاری، کوئی ہل چل، کوئی ٹریننگ، کوئی ترجمان کے بندوبست کے chances ابھی ہیں یا نہیں؟

جناب اپسیکر: جی بالکل ارادہ ہے کہ میڈیا بنائیں۔ اختیارات بڑھتے جائیں۔ تو یہ پوٹھیں system کے تحت ہمیں کرنا ہوتا ہے۔ ہو گئی۔ ایک

ڈاکٹر حامد خان اچھزی: دوسری بات یہ ہے، ہم سب لگے ہوئے ہیں، کرپشن، کرپشن۔ کرپشن کو دور کرنا ہے۔ ڈاکٹر کو معطل کرتے ہیں، ٹیچر کو معطل کرتے ہیں۔ سیاسی لوگوں کو تو ویسے بھی الزام دیتے ہیں کہ جی یہ سب خدا نخواستہ کرپٹ ہیں۔ اور یہ ہے۔ لیکن یہ جو ہم legal corruption کر رہے ہیں۔ جی پر سنتیج۔ بیوروکری کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ پر سنتیج کوئی اپنی مرضی سے set کرتا ہے۔ کوئی ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی سے set کرتا ہے۔ یہ اس صوبے کے اور اس صوبے کے معصوم عوام کے ٹکس کے پیے ہیں۔ انکو چانے کی کوئی ترکیب۔ آپکے through ہم چیف منٹر سے request کرتے ہیں۔ چیف سینکڑی نہیں ہیں۔ یہاں تک ہم لوگ خدا نخواستہ کرپشن کے دریا میں بہرہ رہے ہیں کہ اس سے منڈی میں بھی اُتار چڑھاوے ہے۔ کبھی ڈیپارٹمنٹ، فلاں اتنا پر سنتیج چارج کر گی۔ دوسرا یہ چارج کر گی۔ بچھلی حکومت کے لوگ ناراض نہ ہوں۔ ایسے معاملے شروع ہوئے کہ ٹھیکیدار ٹھیکیدار لیتا ہے ایم پی اے سے، ایم این اے سے، فلاں سے کہ جی! پر سنتیج اتنا دو، ٹھیکہ بھی میں لے کے دونگا۔ پیسے بھی میں release کرواؤ نگا۔ ٹھیکیدار، ٹریشری سینکڑی اور فلاں نے سینکڑی اسے پیسے بھی اپنی مرضی پر release کراتا ہے۔ یہ اگر laws legalize کرنا ہے، تو ٹھیک ہے ہم چپ ہو جائیں۔ اور اگر اسکو کسی حد تک legalize کرنا ہے۔ وہ حد set کی جائے۔ یہ ہماری بدنامی ہے۔ اور انسانیت کی تفحیک ہو رہی ہے۔ کہ جی! بڑے بڑے پارسا، پاک، صاف، تعلیم یافتہ، 20 گرینڈ، 21 گرینڈ، اچھی اچھی تنخوا ہیں لگی ہیں۔ tax-paid کے پیسوں کی چوری چکاری کیلئے۔

جناب اپریکر: Please take the floor. جی۔ ڈاکٹر صاحب! thank you کیونکہ سمینا بھی ہے آپ نے بتیں بھی سن لی ہیں۔ ایک وقفے کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوج (قائد ایوان): شکریہ اپریکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آج جو دشیگر صاحب کو حلف لینے کیلئے آپ نے اجلاس بلا یا ہم اسکو مبارکہ کا دیپش کرتے ہیں، پارٹی کی طرف سے، حکومت کی طرف سے۔ جو دوستوں نے بتیں کیں، سہیں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت We are in a conflict zones.

We are facing a conflict in the shape of terrorisms. موجودہ حکومت نے کیا کیا ہے؟ میں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ہزارہ تاؤن کے حداثے کو توروک نہیں سکے۔ ہم بولان میڈیکل کالج کے حداثے کو توروک نہیں سکے۔ ہم وہ من یونیورسٹی کے حداثے کو توروک نہیں سکے۔ لیکن ضرور ہم نے یہ محسوس کروائی اپنے بھائیوں کو کہ ہم یہیں موجود ہیں۔ (ڈیسک بجائے گئے) وہ من یونیورسٹی کا جو واقعہ ہوا، میں اور زیارت وال اپنی team کیسا تھا پانچ گھنٹے تک، ہر دس منٹ کو ہم monitor کر رہے تھے۔ یہ واقعہ ہوا میں اور زیارت وال اسلام آباد میں تھے۔ دوسرے دن ہم آکر سیدھا اپنے بھائیوں کے پاس گئے۔ دوسرے دن ملک کے وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب اپنی team کے ساتھ نواب ثناء اللہ ہم سب وہاں گئے لوگوں سے ملے۔ باقی ایک مسئلہ ہے جس کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ multiple dimensions ہیں۔ ہم dimension کو بھی سمجھتے ہیں۔ ایک عرض کرتا جاؤں کہ سہیں شک نہیں ہے کہ انغوہور ہے ہیں۔ لیکن یہ ابھی کوئی نہیں کہہ رہا ہے کہ جی! انغوہاروں میں وزراء یا ایم پی اے ملوث ہیں۔ یہ ایک تبدیلی آگئی ہے۔ اور میں اس floor پر ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اب تک ہم نے، بہت سے انغوہوئے ہیں، انکو ہم daily basis پر، ہر تین دن کے بعد میں خود لاءِ اینڈ آرڈر کی میٹنگ بُلاتا ہوں۔ اور جو انغوہ کے cases ہیں، انکو میں خود follow up کر رہا ہوں۔ آج بھی نصیر آباد میں ہم نے log recover کیے ہیں۔ یہاں کوئی میں ہم نے recover کیے ہیں۔ تربت میں ہم نے recover کیے ہیں۔ جو کبھی لوگ سوچ نہیں سکتے تھے۔ میں ذمہ داری کے ساتھ یہ statement دے رہا ہوں۔ لیکن اسکا مطلب نہیں ہے کہ قلعہ عبداللہ سے انغوہوا ہے۔ جو ہمارے بھائی ہیں بابت اللہ، جو ڈاکٹر زانغوہ ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اس پر پورا، مطلب ہم نے وہ break down کیتے ہیں جو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہاں ہو گا۔ میں ایسی بتیں نہیں کر رہا ہوں مسٹر اپریکر صاحب! اس وقت واقعی ہم لاءِ اینڈ آرڈر کو face کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اب پولیس نے جو کارکردگی دکھائی ہے، وہ بہت بہتر ہوا ہے۔

آپ سوچیں کہ کچھ عرصہ پہلے سریاب جانا، ایک علاقہ غیر تھا۔ یونیورسٹی کو تو کوئی cross وہاں بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے کئی ایسے جو drugs dealers تھے، انکو ہم نے پکڑا ہے۔ جو چور تھے انکو ہم نے پکڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم آپکو، اس ایوان کو ایک مکمل، اپوزیشن کو مل بیٹھا کر لائیں ڈرڈر پر ایک comprehensive بریفنگ دینے کے ہم نے کیا achieve کیا ہے۔ مسٹر اسپیکر صاحب! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم ہر ڈپٹی کمشنر کو watch کر رہے ہیں۔ جو ڈپٹی کمشنر غیر حاضر ہے، اب تک ہم نے ایک ڈپٹی کمشنر اور دو اسٹنٹ کمشنروں کو suspend کیا ہے۔ ہم انکو watch کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے حوالے سے vigilance کمیٹیاں بنائی ہیں۔ مسٹر اسپیکر صاحب! جو پولیس والے، میں نام نہیں لیتا ہوں۔ پچاس، پچاس لاکھ روپے ایک میینے کا جو ہے ناں بھتا تھا۔ جو یہاں کے ذمہ دار لوگوں کو دیتا تھا۔ اس پولیس والے کو، جو نہیں ہمارے نوٹس میں آتا ہے۔ چاہے اس کا قد جتنا بڑا ہو۔ چاہے اس کا سفارشی جتنا ہو، ہم انکو نکال رہے ہیں۔ ہم compromises نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن ایک بگڑا ہوا معاشرہ ہے۔ ہم مشکل حالات میں ہیں۔ میں اسکو admit کرتا ہوں۔ لیکن ان مشکل حالات سے ہم اور آپ سب مل کر، پولیس اور دوسرے اداروں کے ساتھ مل کر کوشش کریں گے بلوچستان کو نکالیں گے۔ میں آپ کو assure کرتا ہوں۔ جیسے میرے دوست گیلو صاحب نے کہا یا اسکا perception ہے۔ دوسرا perception یہ ہے کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ وہاں کچھ لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ مختلف پارٹیاں بنائی گئی ہیں۔ وہاں جب پہنچے تو وہاں سے فائزگ ہوئی۔ جب دوسری جانب سے فائزگ ہوئی۔ تو وہ ایک آدمی جو مارا گیا۔ I.R.F.I. اسکے نام پر درج تھی۔ دو بندوں کو recover کیا ہے۔ جو یورپ کے چھینے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہاں میں بیٹھا ہوں، بڑی سنجیدگی سے مجھے سچ کہنا ہے۔ اسکے باوجود دوست آئے، انکے عزیز آئے۔ میں نے کہا بالکل اگر آپ سمجھتے ہیں۔ جو بھی آپ کا مطالبہ ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پولیس نے زیادتی کی ہے۔ ہم اس زیادتی کا بالکل ازالہ کریں گے۔ جو بھی ہم نے جو ڈیش کمیشن بنایا ہے۔ اسکو ہم جو ڈیش کمیشن کے ذریعے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پولیس والا کسی بھی انسان سے، کسی بھی پاکستانی سے، کسی بھی بلوچستانی سے زیادتی کی۔ اس کو ہم سزا دیں گے۔ جو جو ڈیش رپورٹ آئیگی، میں اسکو یہاں table کروں گا۔ جو بھی حقیقت ہوگی وہ سامنے آئیگی۔ اسکے ساتھ ساتھ میں آپ سے ایک اور عرض کر لیتا ہوں کہ، دیکھیں تھوڑا سا compare کریں۔ کوئی میں جو situation پہلے تھی اب کیا ہے؟ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم میں خامیاں نہیں ہیں۔ پولیس میں بہت خامیاں ہیں۔ پولیس کو reform چاہیے۔ لیکن ایسے بھی پولیس والے ہیں، میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر اس دن بولان میڈیا کلک کالج میں C.C.P.O

زیر جو ہے نا اپنی جان سے نہیں کھیلتا، تو شاید تیس آدمیوں کی بجائے، جو 14 میگزین ہمیں ملے تھے۔ ہر میگزین میں 30 گولیاں تھیں۔ پھر آپ گن لیتے کہ کتنی لاشیں ہوتیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اس باجرأت پولیس افسر کا کمال تھا یہ اس ڈپٹی کمشنز کا کمال تھا، یہ ان enforcement law ایجنسیوں کا کمال تھا۔ جن لوگوں کو شہادتیں نصیب ہوئی ہیں۔ لیکن باقی لوگوں کے جو ہے نا، وہ ایک عجیب صورتحال تھی۔ ادھر سے وہ چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ ادھر سے لوگ ہیں۔ اس دوران پولیس کو rescue کرنا تھا۔ اُنکا مقابلہ بھی کرنا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اُنکو آپ credit دے دیں۔ جو چور ہے اُسکو چور کہیں۔ جو بد معاشر ہے اُسکو بد معاشر کہیں۔ اگر کوئی بھی ذمہ دار شخص، چاہے وہ پولیس والا ہو، چاہے وہ parliamentarians ہوں، جو بھی بلوچستان کی پُرانی فضاء کو، جو بگڑی ہوئی ہے، اُسکو مزید خراب گا۔ وہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ تمام ڈپٹی کمشنز، تمام اسٹینٹ کمشنز ٹھیک ہیں۔ لیکن لوگوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہاں ایک حکومت ہے، جو عوام کی والی وارث ہے۔ مسٹر اسپیکر صاحب! کوئی بھی سیکرٹری 9 بجے نہیں آتا تھا۔ ہم بیٹھے ہوتے ہیں، ہم سب کو 9 بجے صح ٹیلیفون کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی کمشنز آیا ہے یا نہیں۔ اب واشک میں جو نمائندہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ مہینوں سے نہیں آتا تھا۔ لیکن ہم نے ایک ڈپٹی کمشنر اور دو اسٹینٹ کمشنوں کو suspend کیا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ یہاں کوئی سرکار موجود ہے۔ میں ابھی یہ نہیں کہتا ہوں کہ سب پر میرا command ہے۔ نہیں، لیکن ہم مل کر ایک ایسا command and control system develop کرنے لگے، جو عوام کو امن دے سکیں۔ corruption کے لئے ہم ایک کمیٹی constitute کر رہے ہیں۔ جو corruption کا جائزہ لے لے گی۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ اُنہیں آپ کی put in ہو گی۔ Parliamentarian کی ایک put in ہو گی۔ ماہرین کی put in ہو گی۔ اسکے بعد جا کر ہم آپکو بتا دیں گے کہ اس وقت کیا صورتحال ہے۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جی یہ coalition parties چواس وقت گورنمنٹ کر رہی ہیں، یہ بڑی ذمہ داری سے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم اپنی پولیس اور اپنی لیویز کو reorganize کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ہم federal forces کا کم سے کم سہارا لیں۔ اور میں آپ دوستوں سے بھی گزارش کروں گا، جہاں کہیں آپ نے کمزوری دیکھی۔ بالکل آپ point out کریں۔ کیونکہ آپ کی تقید سے ہم اپنی رائے تعین کریں گے۔ اور وہ رائے، شاید اس بد قسمت عوام کو کچھ relief دے سکے۔

جی۔ Thank you very much.

جناب اپنے: Thank you جب تک کیلئے ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسیملی کا اجلاس شام 7 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

”ختمِ شب“

